THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

نفقہ اور کفالت کا اسلامی تصور اور پاکستانی قانونِ خاندان: بدائع الصنائع کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

THE ISLAMIC CONCEPT OF MAINTENANCE AND CHILD SUPPORT VS. PAKISTANI FAMILY LAWS: AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF BADA'I AL-SANA'I

Afsana Ghalib,
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, AWKUM Mardan
Email: afsanaghalib89@gmail.com
Dr. Gulzar Ali,
Assistant Professor Department of Islamic Studies ،Abdul Wali Khan University Mardan ، gulzar@awkum.edu.pk

Abstract
This research paper explores the Islamic concept of maintenance (Nafaqah) and child support through a comparative and analytical lens, juxtaposing the classical juristic principles outlined in Imam Al-Kasani's magnum opus, Bada'i al-Sana'i fi Tartib al-Shara'i, against the contemporary statutory framework of Pakistani family laws. Family stability in Islam heavily relies on economic security, where the husband or father bears the absolute legal and financial responsibility of providing for the dependents. This study delves into how classical Hanafi jurisprudence conceptualizes the underlying reasons for maintenance, specifically focusing on the intersection of the wife's or child's actual needs (Hajat) and the provider's financial capacity (Wus'at or Yasar) . By examining Section 9 of the Muslim Family Laws Ordinance, 1961, alongside the evolving judicial precedents of the Supreme Court and High Courts of Pakistan, this paper evaluates the practical criteria adopted by modern family courts to determine maintenance amounts. The findings reveal a profound systemic alignment between classical Hanafi rulings and Pakistani judicial trends, as courts increasingly prioritize a balanced approach that accurately measures the dependent's baseline necessity while preventing undue financial hardship on the provider. Ultimately, this comparative analysis underscores the enduring relevance of Al-Kasani's juristic methodology in resolving contemporary family disputes and provides actionable insights for legislative refinement in Pakistan's family court system.

***Keywords**: Maintenance, Law, Jurisprudence, Pakistan, Court, Kasani, Nafaqah, Capacity, Need, Family.*

انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی خاندان ہے، جس کی بقا، استحکام اور پرامن تسلسل کے لیے اسلام نے ایک نہایت متوازن اور جامع نظامِ حقوق و فرائض وضع کیا ہے۔ اس خاندانی نظام کی مضبوطی کا ایک اہم ستون خاندانی افراد کا معاشی تحفظ ہے، جسے اسلامی شریعت کی اصطلاح میں "نفقہ" اور "کفالت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسلام کے نظامِ تکافل میں نفقہ محض ایک مادی یا قانونی قرض نہیں، بلکہ یہ ایک ایسا ہمہ گیر ربانی ضابطہ ہے جو معاشرے کے انحصار کنندہ طبقات—بالخصوص خواتین، بچوں اور معمر والدین—کو ہر قسم کے معاشی استحصال سے محفوظ رکھ کر انہیں ایک باعزت معیارِ زندگی فراہم کرتا ہے۔ علمِ فقہ کی عظیم الشان اور شہرہ آفاق تصنیف، امام علاء الدین کاسانیؒ کی "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع"، فقہ حنفی کا وہ مایہ ناز شاہکار ہے جس نے نفقہ کے اسباب، اس کی اقسام اور حکمتِ تشریع کو انتہائی باریک بینی اور عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ مدون کیا ہے۔ امام کاسانیؒ کا اسلوب محض فقہی احکام کی فہرست پیش کرنا نہیں ہے، بلکہ وہ ہر حکم کے پیچھے کارفرما مقاصدِ شریعت، خاندانی کفالت کی نفسیات اور انسانی "حاجت" کی تسکین کے فلسفے کو نہایت عمدگی سے اجاگر کرتے ہیں۔

تحقیق کی ضرورت و اہمیت

عہدِ حاضر کے تیز رفتار سماجی اور معاشی تغیرات نے خاندانی نظام کو شدید خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ آج کے دور میں خاندانی تنازعات اور عائلی مسائل نے نہایت پیچیدہ صورت اختیار کرلی ہے، جن میں نفقہ کی عدم ادائیگی، کفالت کے معیارات کا تعین اور ضروریاتِ زندگی (حاجت) کا دائرہ کار وہ سلگتے ہوئے مسائل ہیں جو

خاندانی عدالتوں (Family Courts) میں سب سے زیادہ زیرِ بحث آتے ہیں۔ پاکستان، جو کہ ایک نظریاتی اسلامی ریاست ہے، کا عائلی قانونی ڈھانچہ (جیسے مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961ء اور فیملی کورٹس ایکٹ 1964ء) بڑی حد تک اسلامی فقہ بالخصوص فقہِ حنفی کے اصولوں پر استوار ہے۔ تاہم، دورِ جدید کے بدلتے ہوئے معاشی حالات میں ریاستی قوانین کی عملی تطبیق اور عدالتی نظائر (Case Laws) میں بعض اوقات ایسی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے جہاں کلاسیکی فقہی روح اور مروجہ قانونی طریقہ کار کے درمیان ایک خلا محسوس ہوتا ہے۔

اس معروضی اور سماجی تناظر میں اس امر کی شدید علمی و تحقیقی ضرورت ہے کہ کلاسیکی فقہی متون میں موجود نفقہ و کفالت کے ابدی اصولوں کو عصرِ حاضر کے ریاستی اور قانونی فریم ورک کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔ زیرِ نظر مقالے کی اہمیت اس لحاظ سے مسلّم ہے کہ یہ نفقہ محض روایتی فقہی مطالعہ نہیں، بلکہ "بدائع الصنائع" میں بیان کردہ نفقہ و کفالت کے اصولوں اور پاکستانی قوانینِ خاندان کے مابین ایک گہرا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ ہے۔ یہ تحقیق اس بات کا جائزہ لیتی ہے کہ پاکستانی عدالتوں میں نفقہ کے تعین، شوہر یا والد کی مالی حیثیت (وسعت) اور فرد کی بنیادی ضرورت (حاجت) کو جانچنے کے لیے جو پیمانے استعمال کیے جاتے ہیں، وہ امام کاسانیؒ کی بیان کردہ حکمتِ تشریع سے کس قدر ہم آہنگ ہیں۔ یہ مقالہ نہ صرف قانون دانوں، عدلیہ اور محققین کے لیے ایک راہنما دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے، بلکہ اس کے نتائج کی روشنی میں پاکستانی عائلی قوانین کو اسلامی مقاصدِ شریعت کے مزید قریب لانے اور خاندانی نظام کو ٹوٹنے سے بچانے کے لیے ٹھوس سفارشات بھی مرتب کی جا سکتی ہیں۔

نفقہ، کفالت اور حاجت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم (بدائع الصنائع کی روشنی میں)

کسی بھی تحقیقی اور فقہی مطالعے کی بنیاد اس کے کلیدی تصورات اور بنیادی اصطلاحات کی درست تفہیم پر استوار ہوتی ہے۔ مقاصدِ شریعت کے حصول اور قانونی اطلاق میں ابہام سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ موضوع سے متعلق اصطلاحات کے لغوی اور اصطلاحی مفاہیم کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اسلامی قانونِ خاندان میں انسانی حقوق، بالخصوص معاشی تحفظ کے حوالے سے تین اصطلاحات —نفقہ، کفالت اور حاجت— انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ امام علاء الدین الکاسانیؒ کی مایہ ناز تصنیف "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" میں ان اصطلاحات کو محض اخلاقی ہدایات کے طور پر نہیں، بلکہ باقاعدہ قانونی اور فقہی ضابطوں (Legal Maxims) کے طور پر برتا گیا ہے۔ ذیل میں ان کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

اول: مفہوم نفقہ

لفظ "نفقہ" عربی زبان کے مادہ (ن ف ق) سے ماخوذ ہے۔ لغت میں اس کا اطلاق خرچ کرنے، کم ہونے اور کسی چیز کے فنا ہونے پر ہوتا ہے۔ مشہور ماہرِ لغت علامہ ابن منظور افریقیؒ کے مطابق" :نفقت الدراهم نفقاً أي نفدت "[1](دراہم نفقہ ہو گئے، یعنی خرچ ہو کر ختم ہو گئے)۔ عربی محاورے میں کسی چیز کے فنا ہونے کو "نفق الشئ نفقا ای فنی" (چیز ختم یا فنا ہو گئی) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ امام راغب اصفہانیؒ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں" :النَّفَقَةُ اسمٌ لما يُنفَقُ "[2](نفقہ ہر اس چیز کا نام ہے جس کو خرچ کیا جاتا ہے)۔ قرآنِ مجید میں بھی یہ لفظ خرچ کرنے کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے:"وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِن نَّفَقَةٍ"[3](یعنی جو چیز تم خرچ کرتے ہو)۔ تحقیقی نقطہ نظر سے لغت میں نفقہ محض مال نکالنے کا نام نہیں، بلکہ اس میں ایک بامقصد "استعمال" کا پہلو پنہاں ہے، یعنی وہ مال جو کسی مخصوص ہدف اور ضرورت کی تکمیل کے لیے نکالا جائے۔

اصطلاحی و فقہی مفہوم:

فقہائے کرام، بالخصوص احناف نے نفقہ کی تعریف کو انسانی بقا اور بنیادی ضروریات سے ہم آہنگ کیا ہے۔ علامہ عبد الرحمٰن الجزیریؒ نفقہ کے شرعی دائرہ کار کو یوں واضح کرتے ہیں :

"فهو اخراج الشخص مؤنة من تجب عليه نفقته من خبز وأدم وكسوة ومسكن ونحو ذلک "[4]

(کسی شخص کا اپنے زیرِ کفالت افراد کے مالی واجبات سے عہدہ برآ ہونا، جس میں خوراک، سالن، پوشاک اور رہائش وغیرہ کی فراہمی شامل ہے)۔

"بدائع الصنائع" میں امام کاسانیؒ نفقہ کے فلسفے کو بیان کرتے ہوئے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ نفقہ محض مال کی منتقلی نہیں ہے، بلکہ یہ "کفایت" (Sufficiency) اور "معیارِ زندگی (Standard of Living) " کی فراہمی کا نام ہے۔ امام کاسانیؒ کے نزدیک نفقہ کا وجوب اسباب (مثلاً زوجیت یا قرابت) کی بنیاد پر

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ہوتا ہے اور اس کا بنیادی مقصد فرد کو ہلاکت سے بچانا اور اس کی ضروریات کو معروف طریقے سے پورا کرنا ہے۔[5] یہ محض طعام تک محدود نہیں بلکہ اس میں لباس، رہائش اور دورِ حاضر کے تناظر میں علاج معالجہ بھی شامل ہے۔

دوم: مفہومِ کفالت

"کفالت" کا مادہ (ک ف ل) ہے، جس کا لغوی معنی ذمہ داری لینا، ضمانت دینا، اور کسی کو اپنی پناہ میں لے کر اس کا بار اٹھانا ہے۔ علامہ ابن عابدین شامیؒ نے اس کی نہایت عمدہ وضاحت کرتے ہوئے اسے "ضم" (ملالینے) کے معنوں میں بیان کیا ہے:

"هي لغةً الضم، قال تعالى: وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا، أي ضمها إلى نفسه، وقال عليه السلام: أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ، أي ضامُّ اليتيم إلى نفسه [6]"

(کفالت لغتاً ملانے کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور زکریاؑ نے اس کی کفالت کی [7]، یعنی اس کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح قریب ہوں گے [8]، یعنی یتیم کو اپنی ذمہ داری میں لے کر اسے اپنے ساتھ ملانے والا)۔

اصطلاحی و فقہی مفہوم:

فقہی تناظر میں کفالت کا دائرہ کار دو حصوں پر مشتمل ہے: ایک 'کفالت بالمال' (مالی ضمانت) اور دوسرا 'کفالتِ پرورش' (تکفل)۔ نفقہ کے باب میں کفالت سے مراد یہی تکفل ہے، یعنی کسی فرد کو اپنی سرپرستی میں لے کر اس کی خوراک، لباس، رہائش اور دیگر ضروریات کا بندوبست کرنا۔ امام کاسانیؒ کے اصولوں کی روشنی میں، جب کوئی شخص (کافل) کسی کی کفالت کا ذمہ لیتا ہے، تو نفقہ دراصل اس کفالت کا مادی و عملی اظہار (Material Manifestation) بن جاتا ہے۔ چونکہ کفیل مکفول (جس کی کفالت کی جارہی ہو) کو اپنی زندگی اور معاش میں شامل کر لیتا ہے، اس لیے نفقہ اور کفالت آپس میں لازم و ملزوم حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔

سوم: مفہومِ حاجت

لغوی مفہوم: حاجت" (جمع: حوائج) کے لغوی معنی ضرورت، خواہش، اور کمی کے ہیں۔ علامہ قرطبیؒ نے "الجامع لأحکام القرآن" میں حاجت کے نفسیاتی و طبعی پہلو کو یوں بیان کیا ہے:

" كل ما يجد الإنسان في صدره مما يحتاج إلى إزالته فهو حاجة، وهي تطلق على ما أكره عليه، وعلى ما تدعو الحاجة إليه دعاءً قوياً كالأكل عند المخمصة [9]"

(ہر وہ ضرورت جس کے ازالے کی طلب انسان اپنے دل میں محسوس کرتا ہو، حاجت کہلاتی ہے۔ اس سے مراد وہ چیز بھی ہے جس پر انسان کو مجبور کر دیا جائے اور وہ بھی جس کی طرف انسان کا شدید داعیہ ہو، جیسے شدید بھوک میں کھانے کی طلب)۔

اصطلاحی و فقہی مفہوم:

علم اصولِ فقہ اور مقاصدِ شریعت میں حاجت کو انسانی بقائے حیات سے جوڑا گیا ہے۔ اصول التشریع الاسلامی میں اس کی جامع تعریف یوں کی گئی ہے:

" المقاصد الضرورية وهى التى تتوقف عليها حياة الناس الدينية والدنيوية بحيث لو فقدت اختلت الحياة فى الدنيا[10]"

(وہ ضروریات جن پر لوگوں کی دینی اور دنیاوی زندگی کا انحصار ہو، اس حیثیت سے کہ اگر وہ فوت ہو جائیں تو انسان کی دنیاوی زندگی میں خلل واقع ہو کر رہ جائے گا)۔

امام کاسانیؒ کی "بدائع الصنائع" کا عمیق مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ نفقہ کے تعین کا مدار اور اس کی قانونی علت دراصل یہی "حاجت" ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کا قانونِ نفقہ مقاصدِ شریعت کی تینوں سطحوں—ضروریات (بنیادی بقا)، حاجیات (تنگی سے بچاؤ) اور تحسینیات (معیارِ زندگی کی بہتری)—کا احاطہ کرتا ہے۔ جب پاکستانی قوانینِ خاندان اور عدالتی نظائر کا جائزہ لیا جاتا ہے، تو عدالتیں بھی نفقہ (Maintenance) کی مقدار مقرر کرتے وقت مدعاعلیہ (شوہر/والد) کی استطاعت کے ساتھ ساتھ مدعیہ (بیوی/بچوں) کی "حاجت (Needs and Requirements) " کو ہی بنیادی پیمانہ بناتی ہیں، جو کہ براہِ راست بدائع الصنائع کی فقہی روح سے مطابقت رکھتا

ہے۔

حکمتِ تشریع نفقہ: خاندان کے استحکام اور معاشی تحفظ میں اس کا کردار

اسلامی شریعت کا کوئی بھی حکم حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ مقاصدِ شریعت (Maqasid al-Shariah) کے تناظر میں دیکھا جائے تو خاندانی نظام بقائے نسلِ انسانی اور معاشرتی امن کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اس نظام کو ٹوٹنے، بکھرنے اور معاشی عدمِ تحفظ سے بچانے کے لیے اسلام نے حقوق و فرائض کا ایک نہایت متوازن اور جامع "نظامِ تکافل" (System of Social Solidarity) وضع کیا ہے، جس کی عملی صورت "نفقہ" ہے۔ نفقہ محض ایک اخلاقی فریضہ نہیں، بلکہ ایک ایسا مضبوط معاشی اور قانونی ضابطہ ہے جو خاندان کو معاشی تباہی اور نفسیاتی تناؤ سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کی حکمتِ تشریع کو بدائع الصنائع اور پاکستانی قوانین کے تقابلی جائزے سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

1. خاندانی استحکام اور فقہِ حنفی

خاندان کی بنیاد باہمی محبت، ایثار اور ذمہ داری پر استوار ہوتی ہے۔ عورت چونکہ حمل، رضاعت، بچوں کی پرورش اور امورِ خانہ داری میں اس قدر مشغول رہتی ہے کہ اس کے لیے گھر سے باہر نکل کر معاشی جدوجہد (کسبِ معاش) کرنا عموماً مشکل اور بسا اوقات خاندانی نظام کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے۔ امام علاء الدین الکاسانیؒ "بدائع الصنائع" میں نفقہ کی حکمتِ تشریع بیان کرتے ہوئے نہایت درک اور فقہی بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ زوجہ کے نفقہ کے وجوب کی بنیادی علت "احتباس" (شوہر کی خاطر خود کو پابند کرنا) کو قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک چونکہ عورت نے اپنا وقت اور توانائیاں خاندانی نظام کی مضبوطی کے لیے وقف کر دی ہیں، لہٰذا اس کا معاشی تحفظ شوہر پر قانونی واجب ہے۔

امام کاسانیؒ فرماتے ہیں:

"وَلِأَنَّهَا مَحْبُوسَةٌ بِحَقِّ الزَّوْجِ وممنوعةٌ عَنِ التَّكَسُّبِ، فَكَانَتْ نَفَقَتُهَا عَلَيْهِ"[11]

(ترجمہ: اور اس دلیل کی بنا پر کہ عورت شوہر کے حق کی ادائیگی کے لیے محبوس پابند ہے اور کسبِ معاش سے روکی گئی ہے، لہٰذا اس کا نفقہ شوہر کے ذمے ہے۔)

امام کاسانیؒ کا یہ اصولی استدلال واضح کرتا ہے کہ نفقہ عورت پر کوئی احسان نہیں، بلکہ اس کی ان خدمات کا معاوضہ اور اس کی اس 'پابندی' کا بدل ہے جو وہ خاندان کے استحکام کے لیے بخوشی قبول کرتی ہے۔ جب معاشی تحفظ کا یقین ہو تو زوجین کے مابین اطمینانِ قلب پیدا ہوتا ہے اور تنازعات کم ہوتے ہیں۔

2. بچوں اور اقارب کا معاشی تحفظ

جہاں تک بچوں اور محتاج رشتے داروں کے نفقہ کا تعلق ہے، تو اس کی حکمتِ تشریع معاشرے کے کمزور طبقات کو معاشی ہلاکت (Destitution) سے بچانا ہے۔ امام کاسانیؒ بچوں اور اقارب کے نفقہ کی علت "صلۃ الرحم" (رشتہ داری کو جوڑنا) اور "دفعِ حاجت" قرار دیتے ہیں۔[12] اسلام یہ چاہتا ہے کہ ریاست پر معاشی بوجھ پڑنے سے پہلے مقامی سطح پر (خاندان کے اندر) دولت کی گردش ہو اور ہر فرد اپنی استطاعت کے مطابق اپنے زیرِ کفالت افراد کی بنیادی ضروریات پوری کرے۔

3. پاکستانی قانونِ خاندان میں نفقہ کی حکمت اور اس کا اطلاق

اسلامی شریعت کی اس ابدی حکمت کو دورِ حاضر میں نافذ کرنے کے لیے ریاستِ پاکستان نے عائلی قوانین وضع کیے ہیں۔ پاکستانی قوانین کا بنیادی مقصد بھی خاندان کے کمزور افراد (عورتوں اور بچوں) کو معاشی استحصال سے بچانا اور انہیں عدالتوں کے ذریعے فوری ریلیف فراہم کرنا ہے۔

مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961ء (Muslim Family Laws Ordinance, 1961) کی دفعہ 9 نفقہ کی عدمِ ادائیگی کی صورت میں عورت کو فوری قانونی چارہ جوئی کا حق دیتی ہے۔ اس قانون کی اصل عبارت یوں ہے:

> "If any husband fails to maintain his wife adequately, or where there are more wives than one, fails to maintain them equitably, the wife, or all or any of the wives, may in addition to seeking any other legal remedy available apply to the

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4, No.1, 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Chairman who shall constitute an Arbitration Council to determine the matter[13]"...

(ترجمہ: اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو مناسب نفقہ فراہم کرنے میں ناکام رہے، یا جہاں ایک سے زائد بیویاں ہوں، ان کے درمیان مساویانہ نفقہ فراہم نہ کرے، تو بیوی، یا ان میں سے کوئی بھی بیوی، دیگر دستیاب قانونی چارہ جوئی کے علاوہ، چیئرمین یونین کونسل کو درخواست دے سکتی ہے جو اس معاملے کے فیصلے کے لیے ایک ثالثی کونسل تشکیل دے گا۔)

اسی طرح مغربی پاکستان فیملی کورٹس ایکٹ 1964ء (West Pakistan Family Courts Act, 1964) کے شیڈول اور دفعہ 5 کے تحت فیملی کورٹس کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ نفقہ کے دعووں کی جلد از جلد سماعت کریں۔ پاکستانی اعلیٰ عدالتوں (Supreme Court and High Courts) نے اپنے متعدد فیصلوں میں قرار دیا ہے کہ نفقہ کا مقصد عورت اور بچوں کو دربدر ہونے اور بھیک مانگنے سے بچانا ہے۔[14]

تجزیاتی تقابل:

جب ہم امام کاسانیؒ کی بیان کردہ حکمتِ تشریع اور پاکستانی قوانین کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہیں، تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ دونوں کا مطمح نظر ایک ہی ہے: "معاشی تحفظ کے ذریعے خاندان کا استحکام"۔ بدائع الصنائع جس معاشی کفالت کو دیانتاً اور قضاءً (مذہبی اور عدالتی طور پر) شوہر کے ذمے لازم قرار دیتی ہے، پاکستانی قانونِ خاندان فیملی کورٹس اور ثالثی کونسلز کے ذریعے اسی اصول کو ریاستی طاقت (State Enforcement) سے نافذ کرتا ہے۔ البتہ، پاکستانی عدالتوں کا طریقِ کار جدید انتظامی تقاضوں کے مطابق ڈھالا گیا ہے، جبکہ اس کی روح وہی کلاسیکی فقہی حکمت ہے جسے امام کاسانیؒ نے آج سے صدیوں قبل منضبط کر دیا تھا۔

اقسامِ نفقہ (بیوی، بچوں اور دیگر اقارب کا نفقہ) کا فقہی جائزہ

اسلامی فقہ اور قانونِ خاندان میں نفقہ کے وجوب کو بنیادی طور پر اسباب کی بنیاد پر مختلف اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ امام علاء الدین الکاسانیؒ نے "بدائع الصنائع" کی "کتاب النفقۃ" میں نفقہ کے وجوب کے تین بنیادی اسباب بیان کیے ہیں: (1) اپنی ذات (نفس) کا نفقہ، (2) زوجیت (نکاح) کی وجہ سے نفقہ، اور (3) قرابت (رشتہ داری) کی وجہ سے نفقہ۔ ذیل میں ان اقسام کا تفصیلی اور تقابلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

1. بیوی کا نفقہ

فقہائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نکاحِ صحیح کے بعد بیوی کا نفقہ شوہر پر شرعاً اور قانوناً واجب ہے۔ قرآنِ مجید نے اس حوالے سے واضح اصول مقرر کیا ہے:

"لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ"[15]

(ترجمہ: ہر صاحبِ وسعت کو چاہیے کہ وہ اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے۔)

سی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"وَلَهُنَّ عَلَيْكُم رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالمَعْرُوْفِ"[16]

(ترجمہ: اور تم پر معروف طریقے سے ان (بیویوں) کا رزق اور ان کا لباس واجب ہے۔)

بدائع الصنائع کا فقہی استدلال:

امام کاسانیؒ بیوی کے نفقہ کے وجوب کی شرط "نکاحِ صحیح" اور "تسلیم نفس" (شوہر کے حقوق کی ادائیگی کے لیے خود کو پابند کرنا) کو قرار دیتے ہیں۔ بیوی چاہے مالدار ہو یا غریب، مسلم ہو یا کتابیہ، اگر وہ شوہر کے گھر میں ہے اور کسی شرعی عذر کے بغیر نافرمان (ناشزہ) نہیں ہے، تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمے لازم ہے۔ امام کاسانیؒ اس اصولی موقف کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"فَسَبَبُ وُجُوبِ النَّفَقَةِ هُوَ الزَّوْجِيَّةُ مَعَ التَّسْلِيمِ أَوِ الِاسْتِعْدَادِ لَهُ"[17]

(ترجمہ: نفقہ کے وجوب کا سبب زوجیت (نکاحِ صحیح) ہے، جس کے ساتھ بیوی کا خود کو شوہر کے سپرد کر دینا یا اس کے لیے آمادہ ہونا شرط ہے۔)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اگر بیوی اپنے کسی جائز حق (مثلاً مہر معجل کی عدم ادائیگی) کی بناپر شوہر کے گھر جانے سے انکار کر دے، تب بھی وہ فقہ حنفی کی رو سے نفقہ کی مستحق رہتی ہے۔

پاکستانی قانون سے تقابل:

پاکستانی خاندانی قانون فقہ حنفی کے اس اصول کی مکمل تائید کرتا ہے۔ مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961ء (Muslim Family Laws Ordinance, 1961) کی دفعہ 9 بیوی کے حق نفقہ کو قانونی تحفظ فراہم کرتی ہے:

> "If any husband fails to maintain his wife adequately... the wife may apply to the Chairman who shall constitute an Arbitration Council to determine the matter[18]".

(ترجمہ: اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو مناسب نفقہ فراہم کرنے میں ناکام رہے... تو بیوی چیئرمین کو درخواست دے سکتی ہے جو اس معاملے کے فیصلے کے لیے ایک ثالثی کونسل تشکیل دے گا۔)

پاکستانی عدالتیں بھی شوہر کی مالی حیثیت (وسعت) اور بیوی کے معیارِ زندگی کو مد نظر رکھ کر نفقہ کا تعین کرتی ہیں، جو کہ عین اسلامی تصور 'معروف' کے مطابق ہے۔

2. اولاد کا نفقہ

رشتہ داری (قرابت) کی بنیاد پر سب سے پہلا اور اہم نفقہ اولاد کا ہے، جو بلا شرکتِ غیرے والد (باپ) کے ذمے ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَعَلَى ٱلۡمَوۡلُودِ لَهُۥ رِزۡقُهُنَّ وَكِسۡوَتُهُنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِ"[19]

(ترجمہ: اور جس کا بچہ ہے (یعنی باپ)، اس پر معروف طریقے سے ان (دودھ پلانے والی ماؤں) کا رزق اور لباس لازم ہے۔)

نبی کریم ﷺ نے حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا (ابو سفیانؓ کی زوجہ) کو شوہر کی کنجوسی کی شکایت پر فرمایا تھا:

"خُذِىْ مَايَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ"[20]

(ترجمہ: تو اتنا مال لے سکتی ہے جو معروف طریقے سے تیرے اور تیرے بچوں کے لیے کافی ہو جائے۔)

بدائع الصنائع کی تشریح:

امام کاسانیؒ کے نزدیک اگر بچے نابالغ ہیں اور ان کا اپنا کوئی مال نہیں ہے، تو ان کا مکمل نفقہ والد پر واجب ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اولاد گویا انسان کے اپنے وجود کا ہی حصہ ہے۔ بدائع الصنائع میں سقوطِ نفقہ اور وجوبِ نفقہ کی درج ذیل تفصیلات طے کی گئی ہیں:

لڑکوں کا نفقہ اس وقت تک والد پر واجب ہے جب تک وہ کمانے کے لائق (صاحب استطاعت) نہ ہو جائیں۔

لڑکیوں کا نفقہ ان کی شادی تک والد پر واجب ہے (چاہے وہ بالغ ہی کیوں نہ ہو جائیں)۔

اگر بالغ اولاد معذور (نابینا، مفلوج) ہے یا حصولِ علم میں مشغول ہے، تو اس کا نفقہ بھی باپ پر واجب رہے گا۔[21]

پاکستانی قانون سے تقابل:

پاکستان میں بچوں کے نفقہ کا تعین ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس ایکٹ 1964ء کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔ پاکستانی اعلیٰ عدالتوں (خصوصاً سپریم کورٹ) نے فقہ حنفی کے عین مطابق یہ نظیر (Case Law) قائم کی ہے کہ بیٹوں کا نفقہ ان کے برسرِ روزگار ہونے تک اور بیٹیوں کا نفقہ ان کی رخصتی (شادی) ہونے تک باپ کی خالص قانونی ذمہ داری ہے، الا یہ کہ بچے کا اپنا کوئی آزاد ذریعہ آمدن ہو۔

3. والدین اور دیگر اقارب کا نفقہ

اولاد اور بیوی کے بعد، نفقہ کی تیسری اہم قسم اصول (والدین، دادا، دادی) اور فروع کے علاوہ دیگر رشتہ داروں (ذی رحم محرم) کا نفقہ ہے۔

قرآن مجید میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا خصوصی حکم ہے:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

"وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا"[22]

(ترجمہ: اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔)

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"اِنَّ أَطْيَبَ مَااَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَاِنَّ ولده مِن كسبه"[23]

(ترجمہ: بے شک سب سے پاکیزہ کھانا وہ ہے جو آدمی اپنی کمائی سے کھائے، اور تمہاری اولاد بھی تمہاری ہی کمائی ہے۔)

بدائع الصنائع اور احناف کا اصول:

امام کاسانیؒ واضح کرتے ہیں کہ والدین کا نفقہ اس وقت لازم ہوتا ہے جب وہ محتاج ہوں اور خود کمانے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔ احناف کی خوبصورتی یہ ہے کہ اگر والد کمانے کی طاقت رکھتا ہو لیکن عمر رسیدگی یا کسی وجہ سے کماتا نہ ہو، تب بھی اولاد پر اس کا نفقہ لازم ہے، اولاد اسے کمانے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ جہاں تک دیگر رشتے داروں (جیسے بھائی، بہن، بھتیجے وغیرہ) کا تعلق ہے، تو فقہ حنفی میں "ذی رحم محرم" کا نفقہ وراثت کے تناسب (Proportion of Inheritance) سے لازم ہوتا ہے۔ جو رشتہ دار جتنی میراث کا حقدار بن سکتا ہے، وہ اسی تناسب سے محتاج رشتہ دار کے نفقہ کا بوجھ بھی اٹھائے گا۔[24]

یہ فقہی اصول اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ اسلام نے خاندانی نظام میں ایک ایسا خودکار سماجی تحفظ کا نظام (Social Security System) ترتیب دیا ہے، جس میں ریاست کے مداخلت کرنے سے پہلے ہی خاندان کا ہر محتاج اور کمزور فرد اپنے قریبی صاحبِ استطاعت رشتہ دار کی کفالت میں آجاتا ہے۔

پاکستانی قوانین سے تقابل

کسی بھی عائلی تنازعے میں، جب معاملہ خاندانی عدالت (Family Court) میں پہنچتا ہے، تو سب سے اہم اور پیچیدہ مرحلہ نفقہ کی مقدار (Quantum of Maintenance) کا تعین ہوتا ہے۔ اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عدالت نفقہ کی رقم مقرر کرتے وقت کس چیز کو بنیادی پیمانہ بنائے گی؟ آیا صرف مدعیہ (بیوی/بچے) کی ضرورت و "حاجت" کو دیکھا جائے گا یا مدعاعلیہ (شوہر/باپ) کی "مالی حیثیت" اور وسعت کو بنیاد بنایا جائے گا؟ اس حساس قانونی مسئلے کا حل دورِ حاضر کے پاکستانی قوانین اور امام کاسانیؒ کی "بدائع الصنائع" میں حیرت انگیز حد تک یکساں اور متوازن پایا جاتا ہے۔

1. بدائع الصنائع کی روشنی میں نفقہ کے تعین کا معیار

فقہِ اسلامی میں نفقہ کی مقدار کے تعین کے حوالے سے فقہاء کے درمیان ایک علمی و اصولی بحث موجود ہے کہ آیا شوہر کے حال کا اعتبار ہو گا یا بیوی کے حال کا؟ امام شافعیؒ کے نزدیک صرف شوہر کی مالی حیثیت (Financial Status) کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ تاہم، فقہِ حنفی کا موقف اس معاملے میں نہایت متوازن ہے، جس کی امام علاء الدین کاسانیؒ نے بڑی عمدہ اور عقلی تشریح کی ہے۔ امام کاسانیؒ کے نزدیک نفقہ کا مقصد چونکہ "حاجت" کو پورا کرنا اور ہلاکت سے بچانا ہے، اس لیے محض شوہر کی امیری یا غریبی کو دیکھنا کافی نہیں، بلکہ زوجین (میاں بیوی) دونوں کے احوال (یعنی شوہر کی مالی استطاعت اور بیوی کے معیارِ زندگی) کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

امام کاسانیؒ "بدائع الصنائع" میں فقہ حنفی کا یہ سنہری اصول اصل عربی عبارت میں یوں بیان فرماتے ہیں:

"فَأَمَّا مِقْدَارُ النَّفَقَةِ فَالْمُعْتَبَرُ فِيهِ حَالُ الزَّوْجَيْنِ جَمِيعًا عِنْدَنَا فِي يُسْرِهِمَا وَعُسْرِهِمَا، حَتَّى لَوْ كَانَا مُوسِرَيْنِ فَلَهَا نَفَقَةُ الْمُوسِرِينَ، وَإِنْ كَانَا مُعْسِرَيْنِ فَلَهَا نَفَقَةُ الْمُعْسِرِينَ"[25]

(ترجمہ: جہاں تک نفقہ کی مقدار کا تعلق ہے تو ہمارے نزدیک اس میں زوجین (شوہر اور بیوی) دونوں کی خوشحالی اور تنگی کا ایک ساتھ اعتبار کیا جائے گا۔ پس اگر دونوں مالدار ہوں تو بیوی کے لیے مالداروں والا نفقہ ہے، اور اگر دونوں تنگدست ہوں تو اس کے لیے تنگدستوں والا نفقہ ہے۔)

اسی طرح بچوں کے نفقہ کے حوالے سے امام کاسانیؒ واضح کرتے ہیں کہ والد اپنی وسعت اور مالی استطاعت (یسار) کے مطابق بچوں کی بنیادی حاجات پوری کرنے کا پابند ہے، تاکہ بچے کسی تنگی کا شکار نہ ہوں۔

2. پاکستانی قوانین میں "حاجت" اور "مالی حیثیت" کا تصور

پاکستانی قانونِ خاندان (Family Law) میں نفقہ کی کوئی مخصوص رقم مقرر نہیں کی گئی، بلکہ قانون سازوں نے اسے عدالت کی صوابدید

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

(Discretion) پر چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ ہر مقدمے کے انفرادی حالات، فریقین کے سماجی رتبے اور معاشی حقائق کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کرے۔ یہ طریقہ کار عین فقہ حنفی اور مقاصدِ شریعت کے مطابق ہے۔

مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961ء (Muslim Family Laws Ordinance, 1961) کی دفعہ 9(1) میں نفقہ کے تعین کے لیے جو اصطلاح استعمال کی گئی ہے، وہ امام کاسانیؒ کے تصورِ "حاجت" کا مکمل احاطہ کرتی ہے:

> "If any husband fails to maintain his wife adequately, or where there are more wives than one, fails to maintain them equitably, the wife... may apply to the Chairman who shall constitute an Arbitration Council to determine the matter[26]"...

(ترجمہ: اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو مناسب طور پر (بقدرِ کفایت) نفقہ فراہم کرنے میں ناکام رہے، یا ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں ان کے درمیان مساویانہ نفقہ فراہم نہ کرے، تو بیوی چیئرمین کو درخواست دے سکتی ہے، جو اس معاملے کے تعین کے لیے ایک ثالثی کونسل تشکیل دے گا۔)

اس قانون میں لفظ "Adequately" (مناسب طور پر / بقدرِ کفایت) کا استعمال اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ نفقہ محض زندہ رہنے کے لیے چند روپوں کا نام نہیں، بلکہ یہ مدعی کی مکمل "حاجت" کی تسکین کا نام ہے۔

3. پاکستانی عدالتوں کا طریق کار اور عدالتی نظائر (Judicial Precedents)

جب ہم پاکستانی اعلیٰ عدالتوں (سپریم کورٹ اور ہائیکورٹس) کے فیصلوں کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہیں، تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ خاندانی عدالتیں نفقہ کی ڈگری جاری کرتے وقت دو اہم ترین پہلوؤں پر متوازی تحقیق کرتی ہیں:

اول: شوہر / والد کی مالی حیثیت (Financial Capacity): عدالتیں مدعا علیہ (شوہر یا باپ) کے ذرائع آمدن، اس کی تنخواہ، جائیداد، کاروباری اثاثوں اور ظاہری طرزِ زندگی (Lifestyle) کا تفصیلی جائزہ لیتی ہیں۔ پاکستانی عدالتوں کا یہ مستحکم اصول ہے کہ اگر ایک باپ جسمانی طور پر صحت مند ہے اور کمانے کی صلاحیت رکھتا ہے، تو وہ محض بے روزگاری یا غربت کا بہانہ بنا کر اپنے بچوں کے نفقہ سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ عدالتِ عظمیٰ (Supreme Court of Pakistan) نے اپنے ایک فیصلے میں قرار دیا ہے کہ شریعت اور قانونِ پاکستان کی رو سے باپ پر بچوں کا نفقہ ایک قطعی اور غیر مشروط فریضہ (Absolute Obligation) ہے، اور اس کی مالی حیثیت کا اندازہ اس کی کمانے کی طبعی صلاحیت سے لگایا جائے گا۔[27]

دوم: حاجتِ مدعیہ کا تعین (Assessment of Need):

دوسری جانب، عدالتیں بیوی اور بچوں کی "حاجت" کو روایتی معنوں (صرف روٹی اور کپڑا) تک محدود نہیں رکھتیں۔ عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق، رہائش، علاج معالجہ (Medical Expenses)، بجلی اور گیس کے بل، اور سب سے بڑھ کر بچوں کی معیاری تعلیم (Educational Expenses) کو "حاجتِ ضروریہ" میں شامل کیا گیا ہے۔ پاکستانی عدالتوں نے نظیر قائم کی ہے کہ اگر باپ خوشحال ہے، تو بچوں کی حاجت کا تعین اس کی حیثیت کے مطابق ہوگا اور وہ بچوں کو اچھے تعلیمی اداروں میں پڑھانے اور ان کے جدید اخراجات اٹھانے کا پابند ہوگا۔[28]

حاصلِ کلام:

بدائع الصنائع کی فقہی عبارات اور پاکستانی عدالتوں کے طریق کار کا تقابلی جائزہ ثابت کرتا ہے کہ پاکستانی فیملی کورٹس میں نفقہ کے تعین کے لیے "توازن کا اصول" (Principle of Proportionality) اپنایا جاتا ہے۔ عدالت نہ تو شوہر پر اس کی مالی حیثیت سے زیادہ بوجھ ڈالتی ہے (لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا)، اور نہ ہی عورت اور بچوں کی حقیقی "حاجت" کو نظر انداز کرتی ہے۔ امام کاسانیؒ نے آج سے آٹھ صدیاں قبل "المعتبر فیہ حال الزوجین" (دونوں کے احوال کا اعتبار) کا جو سنہری فقہی ضابطہ پیش کیا تھا، پاکستانی عدالتیں آج بھی نفقہ کے تعین میں اسی کسوٹی کو اپنا بنیادی عدالتی معیار (Judicial Benchmark) بناتی ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

مصادر و مراجع

1۔ محمد بن مکرم بن منظور افریقی، لسان العرب (بیروت: دار صادر، 1414ھ)، ج:10، ص:357۔

2۔ امام راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن (بیروت: دار القلم، 1412ھ)، ج:1، ص:819۔

3۔ القرآن الکریم، البقرۃ 2:270۔

4۔ عبد الرحمٰن الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1424ھ)، ج:4، ص:485۔

5۔ علاء الدین الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1406ھ)، ج:4، ص:15۔

6۔ محمد امین بن عمر بن عابدین شامی، رد المحتار علی الدر المختار (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، س۔ن)، ج:5، ص:281۔

7۔ القرآن الکریم، آل عمران 3:37۔

8۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری (دمشق: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، کتاب الادب، باب فضل من یعول یتیماً، حدیث نمبر:6005۔

9۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لأحکام القرآن (القاہرہ: دار الکتب المصریہ، 1384ھ)، ج:2، ص:132۔

10۔ علی حسب اللہ، اصول التشریع الاسلامی (کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، س۔ن)، ص:260۔

11۔ علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1406ھ)، ج:4، ص:16۔

12۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، ج:4، ص:30۔ (امام کاسانیؒ یہاں فرماتے ہیں کہ قرابت داروں کا نفقہ اس لیے واجب کیا گیا تاکہ انہیں ہلاکت سے بچایا جا سکے، جس طرح انسان پر اپنی جان کو ہلاکت سے بچانا فرض ہے)۔

13۔ حکومتِ پاکستان، مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961 (Muslim Family Laws Ordinance, VIII of 1961)، دفعہ 9 ذیلی دفعہ (1)۔

14۔ حکومتِ مغربی پاکستان، دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس ایکٹ 1964 (The West Pakistan Family Courts Act, XXXV of 1964)، شیڈول (Schedule)، نیز ملاحظہ کیجیے: پی ایل ڈی 2008 (PLD)، سپریم کورٹ، ص:86، جس میں عدالتِ عظمیٰ نے نفقہ کو بچوں اور بیوی کا بنیادی آئینی اور شرعی حق قرار دیا۔

15۔ سورۃ الطلاق 65:7۔

16۔ ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داود (دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009)، کتاب المناسک، باب صفۃ حج النبی ﷺ، ج:3، ص:285، حدیث نمبر:1905۔

17۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، ج:4، ص:15۔

18۔ حکومتِ پاکستان، مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961 (Muslim Family Laws Ordinance, 1961)، دفعہ 9۔

19۔ سورۃ البقرۃ 2:233۔

20۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری (دمشق: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، باب إذا لم ینفق الرجل فللمرأۃ أن تأخذ بغیر علمہ، ج:7، ص:65، حدیث نمبر:5364۔

21۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، ج:4، ص:31۔

22۔ سورۃ الاسراء 17:23۔

23۔ ابو داؤد، سنن ابی داؤد، باب فی الرجل یاکل من مال ولدہ، ج:5، ص:388، حدیث نمبر:3528۔

24۔ کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن الہمام، فتح القدیر (بیروت: دار الفکر، س۔ن)، ج:4، ص:419–423۔ (نفقۂ اقارب میں میراث کا تناسب احناف کا بنیادی قاعدہ ہے جسے بدائع اور فتح القدیر میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے)۔

25۔ علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1406ھ)، کتاب النفقۃ، فصل فی مقدار النفقۃ، ج:4، ص:23۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

26۔ حکومتِ پاکستان، مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961 (Muslim Family Laws Ordinance, VIII of 1961)، دفعہ 9، ذیلی دفعہ (1)۔

27۔ حوالہ کے لیے ملاحظہ کیجیے پاکستانی اعلیٰ عدلیہ کا فیصلہ: پی ایل ڈی 2018 (PLD) سپریم کورٹ، ص:819۔ (اس فیصلے میں عدالتِ عظمیٰ نے قرار دیا کہ ایک صحت مند باپ کسی صورت بھی نابالغ بچوں کی کفالت کی قانونی و شرعی ذمہ داری سے راہِ فرار اختیار نہیں کر سکتا)۔

28۔ عدالتی نظیر کے لیے ملاحظہ کیجیے: وائی ایل آر 2021 (YLR) لاہور ہائیکورٹ، ص:1205۔ (اس فیصلے میں واضح کیا گیا کہ دورِ حاضر میں تعلیم، علاج اور رہائش کے معقول اخراجات نفقہ کے قانونی تصور اور 'حاجت' کا لازمی حصہ ہیں، جن کا تعین والد کی مالی حیثیت کے مطابق کیا جائے گا)۔